سوال ۵: درست بیان پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ ( )

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسروں کے منھ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ ( )

(ج) حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا۔ ( )

(د) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے۔ ( )

(ہ) ایک صاحب خوش بو لگا کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ( )

سرگرمی

طلبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ حَسَنہ کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کا چارٹ تیار کر کے کلاس میں آویزاں کریں۔

✽ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالاتِ زندگی، اعمال، اقوال اور احکامِ مبارکہ بیان کیے جاتے ہیں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) یہ سبق پڑھاتے ہوئے سیرتِ مبارکہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزید پہلوؤں پر روشنی ڈالیے۔ (۲) اسکول لائبریری سے کتابیں منگوا کر طلبہ کو سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطالعے کی ترغیب دیجیے۔ (۳) چند کثیر الانتخابی سوالات کے جواب براہِ راست سبق میں موجود نہیں۔ یہ سوالات طلبہ میں اعلیٰ ذہنی سطح کی تفہیمی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔ لہٰذا عبارت فہمی کی تدریسی عملی حکمتیں استعمال کرتے ہوئے طلبہ کو آمادہ کیجیے کہ وہ ان سوالات کے جواب کے لیے غور و فکر کریں۔

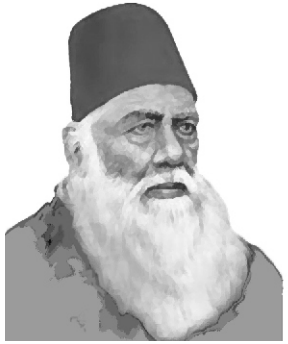

سرسیّد احمد خان

ولادت: ۱۸۱۷ء　　وفات: ۱۸۹۸ء

سرسیّد احمد خان دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سیّد محمد متقی تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔ پھر قرآن مجید، حدیثِ پاک اور فقہ کی تعلیم اٹھارہ سال کی عمر میں مکمل کر لی۔ اس کے بعد مُنصِفی کا امتحان پاس کر کے بہ حیثیت مُنصِف ملازم ہو گئے اور ترقی کرتے کرتے جج کے عہدے تک پہنچ گئے۔

آپ نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز اپنے اخبار ''سید الاخبار'' سے کیا۔ مسلمانوں کے اَخلاق کی اصلاح کے لیے ایک رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' نکالا۔ نیز مسلمانوں کی تعلیم کے لیے علی گڑھ میں ایک اسکول قائم کیا جو ترقی پا کر ایک عظیم الشان یونی ورسٹی بن گیا۔

سرسیّد ایک بلند پایہ نثر نگار، اخبار نویس اور عالم تھے۔ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفرؔ نے آپ کو ''جوّاد الدّولہ'' اور ''عارفِ جنگ'' کے خطابات دیے۔ انگریز حکومت نے بھی آپ کو ''سر'' کا خطاب دیا۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں، جن میں ''آثار الصّنادید، خطباتِ احمدیہ، اسبابِ بغاوتِ ہند اور تاریخِ سرکشیٔ بجنور'' بہت مشہور ہیں۔

اُمّید کی خوشی

حاصلاتِ تعلّم : یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) جملے کے اجزائے ترکیبی کی تعریف اور تقطیع کر سکیں۔ (۲) تحریر کا مرکزی خیال بیان کر سکیں۔ (۳) ادب پارے کا خلاصہ مرکزی خیال کے حوالے سے لکھ سکیں۔ (۴) دیے گئے عنوان پر مضمون لکھ سکیں۔

اے آسمانوں کی روشنی اور اے نا امید دلوں کی تسلّی ، اُمید! تیرے ہی شاداب اور سرسبز باغ سے ہر ایک محبت کا پھل ملتا ہے۔ تیرے ہی پاس ہر درد کی دوا ہے۔ تجھی سے ہر ایک رنج میں آسودگی ہے۔ عقل کے درمیان جنگلوں میں بھٹکتے بھٹکتے تھکا ہوا مسافر تیرے ہی گھنے باغ کے سرسبز درختوں کے سائے کو ڈھونڈتا ہے۔ وہاں کی ٹھنڈی ہوا، خوش الحان جانوروں کے راگ، بہتی نہروں کی لہریں اس کے دل کو راحت دیتی ہیں۔ اس کے مرے ہوئے خیالات کو پھر زندہ کرتی ہیں۔ تمام فکریں دل سے دُور ہوتی ہیں اور دُور دراز زمانے کی خیالی خوشیاں سب آ موجود ہوتی ہیں۔

دیکھ! نادان، بے بس بچّہ گہوارے میں سوتا ہے۔ اس کی مصیبت زدہ ماں اپنے دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اس گہوارے کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ ہاتھ کام میں اور دل بچّے میں ہے اور زبان سے اس کو یوں لوری دیتی ہے: سو رہ میرے بچّے سو رہ، اے اپنے باپ کی مورت اور میرے دل کی ٹھنڈک سو رہ۔ اے میرے دل کی کونپل سو رہ، بڑھ اور پھل پھول، تجھ پر کبھی خزاں نہ آنے پائے۔ تیری ٹہنی میں کوئی خار کبھی نہ ٹوٹے۔ کوئی کٹھن گھڑی تجھ کو نہ آوے۔ کوئی مصیبت جو تیرے ماں باپ نے بھگتی، تُو

نہ دیکھے۔ سو رہ میرے بچّے سو رہ۔ میری آنکھوں کے نور اور میرے دل کے سُرُور میرے بچّے سو رہ۔ تیرا مکھڑا چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔ تیری شہرت، تیری لیاقت، تیری محبت جو تُو ہم سے کرے گا، آخرکار ہمارے دل کو تسلّی دے گی۔ تیری ہنسی ہمارے اندھیرے گھر کا اُجالا ہوگی۔ تیری پیاری پیاری باتیں ہمارے غم کو دُور کریں گی۔ تیری آواز ہمارے لیے خوش آیند راگنیاں ہوں گی۔ سو رہ میرے بچّے سو رہ۔ اے ہماری امیدوں کے پودے سو رہ۔ بولو، جب اس دنیا میں ہم تم سے جدا ہو جاویں گے تو تم کیا کرو گے۔ تم ہماری بے جان لاش کے پاس کھڑے ہو گے۔ تم پوچھو گے اور ہم کچھ نہ بولیں گے۔ تم روؤ گے اور ہم کچھ رحم نہ کریں گے۔ اے میرے پیارے رونے والے! تم ہمارے ڈھیر پر آ کر ہماری روح کو خوش کرو گے۔ آہ! ہم نہ ہوں گے اور تم ہماری یادگاری میں آنسو بہاؤ گے۔ اپنی ماں کا محبت بھرا چہرہ، اپنے باپ کی نورانی صورت یاد کرو گے۔ آہ! ہم کو یہی رنج ہے کہ اُس وقت ہماری محبت یاد کر کر تم رنجیدہ ہو گے۔ سو رہ میرے بچّے سو رہ، سو رہ میرے بالے سو رہ۔

یہ اُمید کی خوشیاں ماں کو اُس وقت تھیں جب کہ بچّہ غُوں غاں بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر جب وہ ذرا اور بڑا ہوا اور معصوم ہنسی سے اپنی ماں کے دل کو شاد کرنے لگا اور امّاں امّاں کہنا سیکھا، اس کی پیاری آواز ادھورے لفظوں میں اس کی ماں کے کان میں پہنچنے لگی۔ آنسوؤں سے اپنی ماں کی آتشِ محبت کو بھڑکانے کے قابل ہوا۔ پھر مکتب سے اس کو سروکار پڑا۔ رات کو اپنی ماں کے سامنے دن کا پڑھا ہوا سبق غم زدہ دل سے سنانے لگا اور جب کہ وہ تاروں کی چھاؤں میں اُٹھ کر ہاتھ منھ دھو کر اپنے ماں باپ کے ساتھ صبح کی نماز میں کھڑا ہونے لگا اور اپنے بے گناہ دل، بے گناہ زبان سے

بے رِیا خیال سے خدا کا نام پکارنے لگا، تو امید کی خوشیاں اور کس قدر زیادہ ہوگئیں۔ اس کے ماں باپ اس معصوم سینے سے سچّی ہم دردی دیکھ کر کتنے خوش ہوتے ہیں۔ آہ! ہماری پیاری اُمید! تو ہی ہے جو مہد سے لحد تک ہمارے ساتھ رہتی ہے۔

دیکھ! وہ بے گناہ قیدی ۱؎ اندھیرے کنوئیں میں سات تہ خانوں میں بند ہے۔ اس کا سورج کا سا چمکنے والا چہرہ زرد ہے۔ بے یار و دیار، غیر قوم، غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھوں میں قید ہے۔ بڈّھے باپ کا غم اس کی روح کو صدمہ پہنچاتا ہے۔ قید خانے کی مصیبت، اس کی تنہائی، اس کا گہرا اندھیرا اور اس پر اپنی بے گناہی کا خیال اس کو نہایت ہی رنجیدہ رکھتا ہے۔ اس وقت کوئی اس کا ساتھی نہیں ہے۔ مگر اے ہمیشہ زندہ رہنے والی اُمید! تجھی میں اس کی خوشی ہے۔

(ماخوذ از: مضامینِ سرسیّد)

۱؎ مراد حضرت یوسف علیہ السّلام۔

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) مصنف نے ''اُمید'' کو خوشی کیوں قرار دیا ہے؟

(ب) ماں بچے کو کیا لوری دیتی ہے؟

(ج) بے گناہ قیدی رنجیدہ کیوں تھا؟

(د) اُمید ہماری زندگی میں کیا تبدیلی لا سکتی ہے؟

(ہ) آپ کی کون سی اُمید آپ کے والدین کے لیے خوشی کا باعث ہے؟

سوال۲: اس سبق کا خلاصہ سو الفاظ میں لکھیے۔

سوال۳: درج ذیل الفاظ و تراکیب اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

محنت کا پھل - آتشِ محبت - درد کی دوا - خوش الحان - بے ریا خیال - کٹھن گھڑی

سوال۴: ذیل کے جملوں کی تشریح مع حوالۂ سیاق و سباق کیجیے:

(الف) دیکھ! وہ بے گناہ قیدی اندھیرے کنوئیں میں سات تہ خانوں میں بند ہے۔ اس کا سورج کا سا چمکنے والا چہرہ زرد ہے۔ بے یار و دیار، غیر قوم، غیر مذہب کے لوگوں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

(ب) دیکھ! نادان، بے بس بچّہ گہوارے میں سوتا ہے۔ اس کی مصیبت زدہ ماں اپنے دھندے میں لگی ہوئی ہے اور اس گہوارے کی ڈوری بھی ہلاتی جاتی ہے۔ ہاتھ کام میں اور دل بچّے میں ہے۔

سوال۵: سبق میں سے پانچ تراکیبِ لفظی تلاش کر کے اُن کے معنی لکھیے۔

سوال۶: درج ذیل جملوں میں سے اسم، فعل اور حرف کی نشان دہی کیجیے:

۱- اسلم نے چائے پی۔ ۲- حامد کتاب پڑھ رہا ہے۔

۳- وہ کراچی میں رہتی ہے۔

سرگرمیاں

(۱) طلبہ سبق پڑھ کر اس کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

(۲) طلبہ سرسید پر ڈھائی سو الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) طلبہ کو بہ طور صنفِ ادب مضمون کی تعریف سے آگاہ کیجیے۔ (۲) طلبہ کو جملے کے اجزائے ترکیبی مثالوں سے واضح کر کے بتائیے۔ نیز ادب پاروں میں نظم و نثر کا فرق بتائیے۔ (۳) انشا پردازی کے بارے میں تفصیل سے بتائیے۔